بابا فریدالدین شکر گنج کی نسبت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ انھوں نے ایک کنوئیں میں چلّہ معکوس کیا تھا۔ اسی طرح کے چلّے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اور بعض اور بزرگوں کی طرف منسوب ہیں، لیکن اس کتاب میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے ملفوظات کی روشنی میں اس کی تردید وتغلیط کی گئی ہے، (ص ۲۱۱) خواجہ گیسو دراز نے سلطانہ رضیہ کی مدت حکومت سات سال لکھی تھی، لائق مقالہ نگار نے اس کی تردید کی ہے (ص ۲۱۳) لیکن بعض جگہ خود مقالہ نگار کے بیانات میں تضاد پیدا ہو گیا ہے، مثلاً ص ۴۶ پر لکھتے ہیں: "محمد بن تغلق دریائے گنگا کا احترام کرتا تھا" لیکن ص ۲۲۲ پر رقمطراز ہیں: "سلطان محمد بن تغلق جیسے علوم اسلامیہ کے ماہر، ہدایہ اور قرآن مجید کے حافظ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند شخص کو بھلا گنگا جل کے ساتھ کیا عقیدت ہو سکتی ہے" رہا مصنف کا یہ قیاس کہ گنگا جل ہاضم بہت ہے اس لئے محمد بن تغلق دولت آباد میں گنگا کا پانی منگوا کر پیتا تھا جو چالیس دن کے بعد پہونچتا تھا ہمارے نزدیک بعید از قیاس ہے، کتاب بڑے اہتمام سے چھپی ہے۔ مگر افسوس ہے پھر بھی کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں مثلاً ص ۱۸۱ پر دوسرے پیراگراف کی پہلی سطر میں لفظ "قزوینی" کے بعد "کے بیان کے مطابق" چھوٹ گیا تو جملہ بے معنی ہو گیا، صفحہ ۱۵۳ پر عربی عبارت میں ان اور الجیش کے درمیان لفظ قَلَّ رہ گیا، صفحہ ۲۲۶ کے حاشیہ میں دراصل یہ لفظ میوانیان ہے جو میوان ہو گیا، بہرحال اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ سب مقالات اعلیٰ درجہ کے علمی اور تحقیقی مقالات ہیں، تاریخ کا کوئی طالب علم اور استاد ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، اس میں ایسی بہت سی معلومات ملیں گی جو تاریخ کو ایک نیا موڑ دیتی ہیں، ارباب ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

تاریخی اور علمی مقالات از پروفیسر نذیر احمد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، تقطیع متوسط، ضخامت ۱۸۷ صفحات، قیمت مجلد -/۱۵ پتہ: مکتبہ برہان اردو بازار دہلی ۶

پروفیسر نذیر احمد صاحب عصر حاضر میں فارسی زبان وادب کے نہایت بلند پایہ

محقق اور نامور مصنف ہیں جن کی عظمت و شہرت کا غلغلہ ایران کے علمی اور ادبی ایوانوں میں بھی بپا ہے، اس کتاب میں موصوف کے تین مقالات شامل ہیں: (۱) تاریخ بیہقی کا ناقدانہ مطالعہ: ۱۹۷۱ء میں ایران کے مشہور شہر مشہد میں عہد غزنوی کے مشہور مورخ ابو الفضل بیہقی (م ۴۷۰ھ) پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا تھا۔ پروفیسر نذیر احمد نے یہ مقالہ اس میں پیش کیا تھا، جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، اس مقالہ میں بیہقی کے اس بیان کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جو مسعود غزنوی (مدت حکومت از ۴۲۱ھ تا ۴۳۲ھ) اور اس کے سپہ سالار احمد ینال تگین کے ہندوستان پر حملہ سے متعلق ہے، فاضل مقالہ نگار نے اس سلسلہ میں پہلے بیہقی اور ابن اثیر کا بیان نقل کیا ہے اور پھر تاریخی اور جغرافیائی حقائق کی روشنی میں نہایت محققانہ کلام کر کے بیہقی اور ابن اثیر کے بیانات میں جو سقم تھا اس کی نشاندہی کی ہے، اس سلسلہ میں مقامات اور سنین اور افراد و اشخاص کی تعیین پر جو داد تحقیق دی گئی ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، ضمناً اس خلا کا بھی ذکر ہے جو تاریخ بیہقی میں احمد کے بنارس پر حملہ کے ذکر کے بعد ہے، ایرانی محققین نے اس خلا کو چند سطروں سے پُر کر دیا، حالانکہ یہ خلا چند مہینوں کے واقعات سے متعلق ہے۔ اس بنا پر ڈاکٹر صاحب نے اس خلا کے مندرجات پر بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ خلا چند سطروں یا ڈیڑھ صفحہ کا نہیں بلکہ بہت زیادہ صفحات کا ہے (۲ و ۳) دوسرا اور تیسرا مضمون علی الترتیب دور جہانگیری کے ایک مصور فرخ بیگ اور "ہندوستان میں عہد تیموری سے متعلق مخطوطات" پر ہیں۔ یہ بھی بہت مفید اور معلومات افزا ہیں، ان میں سے پہلا مضمون فارسی میں تھا اور باقی دو انگریزی میں۔ آخری مضمون سمرقند کے ایک اجتماع میں پڑھا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے تلمیذ رشید کبیر احمد صاحب جائسی استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے ان مقالات کو اردو کا جامہ پہنایا ہے، ترجمہ شگفتہ و رواں ہے، اے کاش اس کی کتابت و طباعت بھی اس کے شایان شان ہوتی،